

کوئی کام مکمل نہیں ہوتا

چودھری صاحب پرانے دوست ہیں۔ ہفتے میں کم از کم ایک دن ہم دونوں خوب گپ شپ لگاتے ہیں۔ بلیک کافی پیتے ہیں، موجودہ اور سابقہ حالات پر بحث کرتے ہیں۔ چودھری صاحب ذہنی طور پر حدر جہ ذرخیز انسان ہیں۔ سیلف میڈی شخص ہیں۔ ان کے پاس اچھوتے مگر قابل عمل خیالات ہوتے ہیں۔ چند دن پہلے آئے تو دو چار کاغذ ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔ بیٹھتے ہی کہنے لگے کہ یہ ایک تجربیاتی روپرٹ ہے۔ اس کے مطابق گزشتہ چند برسوں میں لاکھوں لوگ پاکستان سے ہجرت کر کے مغربی ممالک میں منتقل ہو چکے ہیں۔ میرا جواب عام ساتھا کہ جناب ملکی حالات اس حد تک خراب ہیں کہ یہاں نوجوان تو کیا، کسی کا بھی کوئی مستقبل نہیں ہے۔ ہر طرف افراتفری ہے۔ ادارے ایک دوسرے کی گردان کاٹنے میں مصروف ہیں۔ سیاست دان ملک کو لوٹ رہے ہیں۔ نظام انصاف دم توڑ چکا ہے۔ چودھری صاحب نے سنبھالی سے باتیں سنیں۔ پھر کہنے لگے کہ ان تمام کوتا ہیوں کا انسان کے مستقبل سے کیا تعلق ہے؟ یہ تو صدیوں سے ہوتا پلا آ رہا ہے۔ اور اگلے ہزاروں برس ایسا ہی رہے گا۔ چودھری کی بات سن کر میں حیران ہوا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ملک کی اقتصادی ترقی تقریباً صفر پر ہے۔ لوگ بھوک، مفلسی سے تنگ آ کر خود کشیاں کر رہے ہیں اور آپ فرمائے ہیں کہ ان حالات سے کسی کے مستقبل پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ تو کوئی منطق نہیں۔ چودھری صاحب نے بھر پور تھہ لگایا۔ کہنے لگے، دراصل میدان کے مقابلہ کنارے کی گھاس حدر جہ سر بزر نظر آتی ہے۔ مگر ہم بھول جاتے ہیں کہ اگر دوسرے کنارے سے کھڑے ہو کر دیکھیں، تو آپ کو اپنے حصے کی گھاس مزید بہتر نظر آتے گی۔ زندگی نہ مغرب میں بہتر ہے اور نہ یہاں۔ نکتہ صرف یہ ہے کہ یہ کامیاب انسان کی دنیا ہے۔ اگر آپ اپنے ملک میں کامیاب ہیں تو یقین فرمائیے، اس سے اعلیٰ بات کوئی بھی نہیں ہے۔ مغرب میں بھی حدر جہ غربت ہے۔ گزشتہ دس سال میں نسلی تھبب زیادہ ابھر کر سامنے آیا ہے۔ چودھری صاحب کی منطق سمجھنے ہیں آئی۔ چھرے کے تاثرات دیکھ کر کہنے لگے۔ پاکستان کے سو کامیاب ترین لوگوں کی فہرست بنادو۔ ان میں اگر ایک بھی اپنے ملک میں محنت کرنے کے بجائے، مغرب میں جا بستا، تو کیا وہ وہاں اتنا کامیاب ہو سکتا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ امیر تو ہوتا مگر اتنا نامور موزر اور طاقتو نہ ہوتا، جتنا وہ اپنے ملک میں ہے۔ چلو یہ بھی چھوڑ دو۔ ان کامیاب لوگوں کا ماضی کھنگا لو۔ ان میں سے اکثریت صفر سے شروع ہوئی تھی۔ متعدد بارنا کام بھی ہوئے۔ اور معاملہ بدحالتی اور مفلسی تک پہنچ گیا۔ مگر ان لوگوں نے ہمت نہیں ہاری۔ محنت کرتے رہے۔ ان کے جذبے کو کسی قسم کی وقتی تکلیف نے شکست نہیں دی۔ نتیجہ آج سب کے سامنے ہے۔ دراصل لوگ، یہ بھول جاتے ہیں۔ کہ کامیاب ایک سیڑھی کی طرح ہے۔ اس کے اوپر والے حصے پر تو ہر بندہ دوسرے کو بر اجمان دیکھتا ہے۔ مگر یہ بھول جاتا ہے کہ اس سیڑھی کے نچلے حصے بھی ہیں۔ جو خالی نظر آتے ہیں۔ انہیں سے چڑھ کر کوئی بھی انسان، بلندی والی جگہ پر بر اجمان ہوتا ہے۔ کامیاب کا نسخہ حدر جہ آسان ہے۔ اس کے لئے کسی فلسفی کی رائے لینی ضروری نہیں۔ کسی اقتصادی ماہر کے پاس جانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ بس ایک لگن اور ایک اچھوتے خیال پر عمل انسان کی زندگی بدل دیتا ہے۔ اب مجھے چودھری صاحب کی باتوں میں دلیل کی طاقت محسوس ہو رہی تھی۔

چودھری صاحب بتانے لگے کہ نہ وہ موٹیوشنل سپکر ہیں، نہیں وہ یا میڈیا پر اپنی دانائی کے موٹی زبردستی لوگوں تک پھیلاتے ہیں۔ وہ صرف کسی بھی مسئلہ کو ٹھنڈے طریقے سے پر کھتے ہیں۔ پھر اس کا سادہ اور آسان حل پیش کر دیتے ہیں۔ میرے علم میں ہے کہ ہزاروں لوگ ان سے ملتے ہیں اور وہ کسی کو بھی ناماہدی کی سزا نہیں دیتے۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی ایسی بات بتاتے ہیں۔ جس سے اس انسان کو اقتصادی فائدہ ہو۔ دولت اس کی طرف آئے۔ اور اس کی زندگی بہتر ہو جائے۔ میں نے ویسے یہ خود ملاحظہ کیا ہے کہ انہوں نے ہزاروں نوجوانوں کو باعزت روزگار کے ذریعے تو انا کیا ہے۔ ویسے چودھری صاحب خود حدر جہ کامیاب کاروباری انسان ہیں۔ کافی پیتے پیتے انہوں نے مجھ سے سوالات کرنا شروع کر دیجئے۔ ڈاکٹر! اپنی گاڑی کہاں سے ٹھیک کرتے ہو۔ میرا جواب سادہ ساتھا۔ اچھی ورکشاپ سے۔ بس یہیں ٹھہر جاؤ۔ لاہور شہر میں گاڑیاں ٹھیک کرنے کی ورکشاپیں کلتی ہیں۔ اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں تھا۔ پانچ چھ ہوں گی۔ چودھری صاحب کہنے لگے۔ چلو، ہم بحث کے لئے کہتے ہیں کہ پورے شہر میں بیس اچھی ورکشاپیں ہوں گی۔ اب بتاؤ، لاہور میں گاڑیاں کتنی ہیں۔ قیافے سے کام لے کر بتایا کہ بیس پیس لاکھ تو ہوں گی۔ چودھری صاحب نے فوراً کہا کہ کیا ایک ورکشاپ یا اچھا مسٹری، ایک لاکھ گاڑیوں کو ٹھیک کر سکتا ہے۔ جواب مکمل نفی میں تھا۔ چودھری صاحب نے مسکراتے ہوئے سرمائے کہہ ہمارے انجینئرنگریاں ہاتھ میں لیے نوکری حاصل کرنے کے لئے دفتروں میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ ذلت برداشت کرتے ہیں۔ مگر ایک اچھی اور عمده ورکشاپ کھولنے کی ہمت نہیں کرتے۔ اس پر سرمایہ بھی کوئی خاص خرچ نہیں ہوتا۔ دو چار دوست مل کر بڑی آسانی سے تھوڑے سرمائے سے ایک ورکشاپ کھول سکتے ہیں۔ ہاں! اب اگلی بات، اس ورکشاپ میں گاڑیوں کی دیکھ بھال کا کام ہتھرین ہونا چاہیے۔ کسٹمرز کو کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہوئی تو اسے حدر جہ ماہر ان طریقے سے خوش اخلاقی سے درست کرنا چاہیے۔ اگر کوئی صرف اس طرح کی ایک اعلیٰ ورکشاپ کھول لے تو اس سے آمدن سیمیٹی نہیں جائے گی۔ شرط وہی پہلے والی کام ہتھرین ہونا چاہیے۔ یک دم مجھے یاد آیا کہ ایک نوجوان نے لاہور کے پرانے ایئر پورٹ کے نزدیک ایک محلے میں گاڑیوں کی اچھی ورکشاپ ترتیب دی۔ صرف چند سالوں میں وہ بے پناہ دولت میں کھلینے لگا۔ ویسے چودھری صاحب کی اس بات میں وزن تھا۔ چودھری نے سانس لے کر کہا کہ نوجوان نوکری کو اپنی قسم سمجھتے ہیں۔ مگر وہ قطعاً چھوٹے کاروبار کی طرف نہیں آتے۔ اکثر تو چھوٹے کام کو ادنی سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں وہ پڑھے لکھے ہیں۔ ان کو تو صرف وائٹ کار رجاب ہی چاہیے۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ اگر وہ اپنا مستقبل خود اپنے ہاتھ میں لیں۔ چھوٹے کام کرنے میں عارمحسوس نہ کریں۔ تو ان کو ترقی کرنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔

چودھری صاحب تو خیر تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ مگر مجھے سوچنے کی ایک نئی جہت ضرور دے گئے۔ اس وقت، نوجوانوں کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ اور یہ الیہ حدر جہ درست ہے۔ مگر سمجھنے کی بات ہے کہ کیا سرکاری یا بھی شعبہ اتنی کثیر تعداد میں نوجوانوں کو باعزت روزگار دے سکتا ہے؟ جواب سادہ سا ہے، بالکل نہیں دے سکتا۔ تو پھر کیا کیا جائے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے، انتظار کیا جائے۔ کہ جب بھی میرے منصب کے برابر غیر سے کوئی نوکری آئے گی، تو پھر ہی کروں گا۔ مگر یہ کرشمہ بھی نہیں ہو گا۔ نوجوان انتظار کرتے کرتے بوڑھا ہو جائے گا۔ مگر اپنی بے روزگاری کا حل کبھی تلاش نہیں کرے گا۔ یاد رکھیے کہ ٹیکسٹائل مل کے ماکان کی اکثریت نے بھی اپنا کام سائیکل پر کپڑے بیچنے سے شروع کیا تھا۔ آپ بڑے کام کی طرف نہ جائیں۔ چھوٹا کاروبار شروع کیجئے۔ مجنٹ کیجئے۔ پھر دیکھیے۔ نظام قدرت آپ کی مدد کے لئے آن ھٹھا ہو گا۔ شاید آپ کو میری مثال پسند نہ آئے۔ اگر کوئی شخص ریڑھی پر پھل بچنا شروع کر دے اور فیصلہ صرف یہ کرے کہ وہ اچھے پھل مناسب منافع کے ساتھ فروخت کرے گا۔ تو لئے میں ڈنڈی نہیں مارے گا۔ تو صرف ایک ٹھیلے سے انسان کی قسمت چمک سکتی ہے۔ میں اس کاروبار کی بات کر رہا ہوں۔ جو آپ کو آگے لے جاسکتا ہے۔ جناب! تعمیرات کے امیر ترین شعبے کو دیکھیے۔ آپ کو اچھا مسٹری ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔ مسٹری تو بہت بڑی بات ہے، مستعد مزدور قطعاً دستیاب نہیں ہے۔ اگر آپ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ مگر جاہل نہیں ہیں۔ تو راج گیری کا کام اچھی طرح سیکھیے۔ اور ہتھرین طریقے سے سرانجام دیں۔ وقت پر کام شروع کریں۔ مالک کا نقصان نہ ہونے دیں۔ تصویر نہیں کر سکتے کہ آپ کتنی ترقی کر سکتے ہیں۔ میں، بہت سے بڑے ٹھیک داروں کو جانتا ہوں۔ جنہوں نے اپنا کام مزدوری سے شروع کیا تھا۔ اور آج وہ دھن دولت میں کھیل رہے ہیں۔ اور ان کی اپنی اپنی تعمیراتی کمپنیاں ہیں۔ بیروزگاری کا مسئلہ ایک عفریت سے ہرگز کم نہیں ہے۔ مگر اس کا حل، خود آپ کے اپنے پاس ہے۔ ترقی کی کنجی آپ کی اپنی جیب میں ہے۔ اپنے اوپر بھروسہ کیجئے۔ معمولی سے کاروبار سے شروع فرمائیے۔ کوئی کام ادا نہیں ہوتا۔ مجنٹ اور ایمانداری کو اوڑھنا بچھونا بنائیے۔ پھر دیکھیے، تائید ایزدی کیسے آتی ہے۔ ہمت کیجئے۔ دفتروں میں دھکے کھانے سے آپ کا مستقبل کبھی بھی روشن نہیں ہو گا۔ آگے بڑھیے، اپنے اوپر اعتماد کیجئے۔ یقین فرمائیے آپ کا تابنا ک مقدار صرف اور صرف آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے!